سلسلہ رسائلِ درسِ سیرت، رسالہ نمبر:18

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا

اخروی سفر

مرتب: علامہ راشد علی عطاری مدنی
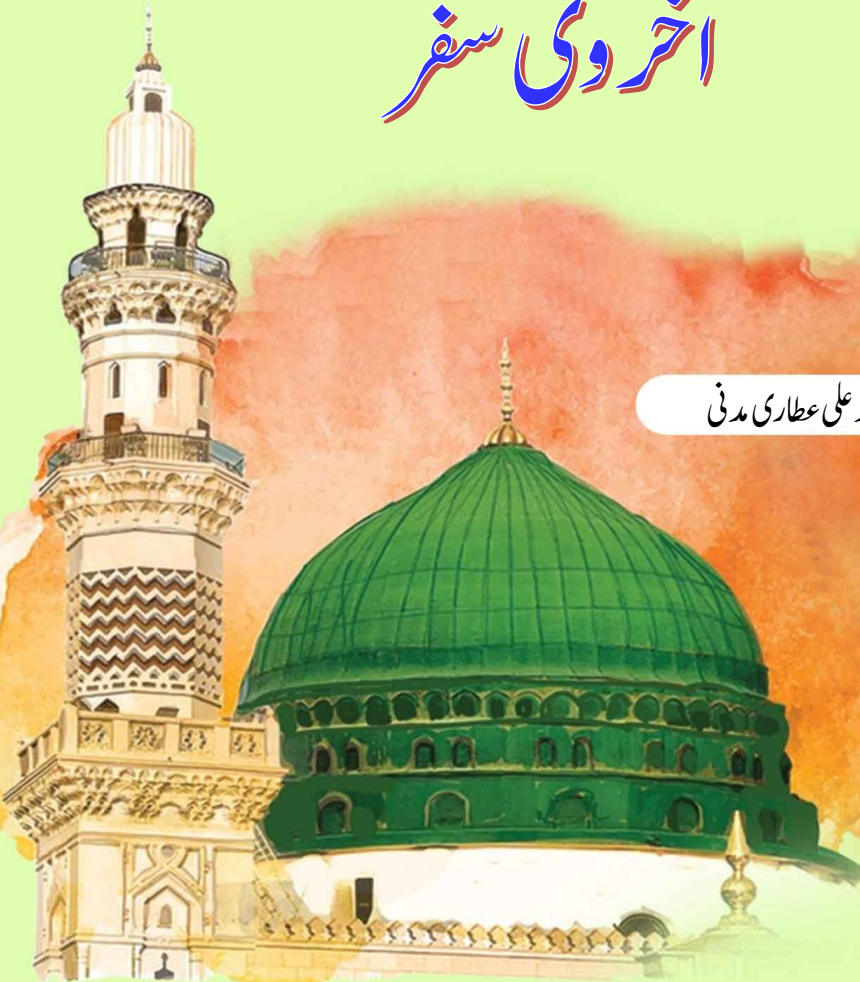
ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

درسِ سیرت کے رسائل کا اٹھارھواں عنوان

مرتب
مولانا ابوالنّور راشد علی عطاری مدنی

پیشکش: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے

اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مُستَطرَف، ج۱، ص۴۰، دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

نام کتاب : رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اخروی سفر

مرتب : مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی

صفحات : 55

اشاعت اوّل: ستمبر 2023 (ویب ایڈیشن)

پیشکش : ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

رسول اللہ ﷺ کا اخروی سفر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

نوٹ: یہ درس انٹرنیٹ کی مدد سے تیار کیا گیا۔

جب دعوت دین مکمل ہوگئی اور عرب کی نکیل اسلام کے ہاتھ میں آگئی تو رسول اللہ ﷺ کے جذبات واحساسات، احوال وظروف اور گفتار و کردار سے ایسی علامات (نشانیاں) نمودار ہونا شروع ہوئیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ ﷺ اس حیات مستعار (دنیاوی زندگی) کو اور اس جہان فانی کے باشندگان (لوگوں) کو الوداع کہنے والے ہیں۔ مثلاً:

- آپ ﷺ نے رمضان ۱۰ھ میں بیس دن اعتکاف فرمایا جبکہ ہمیشہ دس ہی دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔
- پھر سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو اس سال دو مرتبہ قرآن کا دَور کرایا جبکہ ہر سال ایک ہی مرتبہ دَور کرایا کرتے تھے۔
- آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: مجھے معلوم نہیں غالباً میں اس سال کے بعد اپنے اس مقام پر تم لوگوں سے کبھی نہ مل سکوں گا۔

- جمرہ عقبہ کے پاس فرمایا: مجھ سے اپنے حج کے اعمال سیکھ لو۔ کیونکہ میں اس سال کے بعد غالباً حج نہ کرسکوں گا۔
- آپ ﷺ پر ایام تشریق (ذو الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ جو حاجی دورانِ حج منیٰ میں گزارتے ہیں) کے وسط میں سورۂ نصر نازل ہوئی۔ اور اس سے آپ ﷺ نے سمجھ لیا کہ اب دنیا سے روانگی کا وقت آن پہنچا ہے۔ اور یہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) موت کی اطلاع ہے۔
- اوائل صفر ۱۱ھ میں آپ ﷺ دامنِ اُحد میں تشریف لے گئے۔ اور شہداء کے لیے اس طرح دعا فرمائی گویا زندوں اور مردوں سے رخصت ہورہے ہیں۔ پھر واپس آکر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا: میں تمہارا میر کارواں ہوں۔ اور تم پر گواہ ہوں۔ واللہ! میں اس وقت اپنا حوض (حوضِ کوثر) دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ اور واللہ! مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے۔ بلکہ اندیشہ اس کا ہے کہ دنیا کے بارے میں تنافس (ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش) کروگے۔

متفق علیہ۔ صحیح بخاری ۲/۵۸۵، فتح الباری ۳/۲۴۸ حدیث نمبر ۳۵۹۶،۱۳۴۴،۴۰۴۲،۶۵۹۰،۶۴۲۶،۴۰۸۵

ایک روز نصف رات کو آپ ﷺ بقیع تشریف لے گئے۔ اور اہلِ بقیع کے لیے دعائے مغفرت کی۔ فرمایا: اے قبر والو! تم پر سلام! لوگ جس حال میں ہیں اس کے مقابل تمہیں وہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو۔ فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک کے پیچھے ایک چلے آرہے ہیں۔ اور بعد والا پہلے سے زیادہ برا ہے۔ اس کے بعد یہ کہہ کر اہل قبور کو بشارت دی کہ ہم بھی تم سے آملنے والے ہیں۔

مرض کا آغاز:

۲۹ صفر ۱۱ھ روز دوشنبہ (پیر) کو رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے۔ واپسی پر راستے ہی میں دردِ سر شروع ہو گیا۔ اور حرارت اتنی تیز ہو گئی کہ سر پر بندھی ہوئی پٹی کے اوپر سے محسوس کی جانے لگی۔ یہ آپ ﷺ کے مرض الموت کا آغاز تھا۔ آپ ﷺ نے اسی حالتِ مرض میں گیارہ دن نماز پڑھائی۔ مرض کی کل مدت ۱۳ یا ۱۴ دن تھی۔

آخری ہفتہ:

رسول اللہ ﷺ کی طبیعت روز بروز بوجھل ہوتی جارہی تھی۔ اس دوران آپ ﷺ ازواج مطہرات سے پوچھتے رہتے تھے کہ میں کل کہاں رہوں گا؟ میں کل کہاں رہوں گا؟(یعنی رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ یہ ایام اپنی سب سے محبوب زوجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کے پاس گذاریں، یہی وجہ تھی کہ آپ سیدہ عائشہ کی باری کے منتظر تھے اور بار بار پوچھتے کہ کل کس کی باری ہے؟) اس سوال سے آپ ﷺ کا جو مقصود تھا ازواجِ مطہرات اسے سمجھ گئیں۔ چنانچہ انہوں نے اجازت دے دی کہ آپ ﷺ جہاں چاہیں رہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کے مکان میں منتقل ہوگئے۔ منتقلی کے وقت سیدنا فضل بن عباس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے درمیان ٹیک لگا کر چل رہے تھے۔ سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اور پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ اس کیفیت کے ساتھ آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کے مکان میں تشریف لائے۔ اور پھر حیاتِ مبارکہ کا آخری ہفتہ وہیں گذارا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا معوذات (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اور

رسول اللہ ﷺ سے حفظ کی ہوئی دعائیں پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرتی رہتی تھیں۔ اور برکت کی امید میں آپ ﷺ کا ہاتھ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتی رہتی تھیں۔

خطبہ

اس وقت آپ ﷺ نے مرض کی شدت میں کچھ کمی محسوس کی۔ اور مسجد میں تشریف لے گئے - سر پر پٹی معیالی بندھی ہوئی تھی - منبر پر فروکش ہوئے اور بیٹھ کر خطبہ دیا۔ یہ آخری بیٹھک تھی جو آپ ﷺ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا کی۔ پھر فرمایا: لوگو! میرے پاس آجاؤ۔ لوگ آپ ﷺ کے قریب آگئے۔ پھر آپ ﷺ نے جو فرمایا اس میں یہ فرمایا: "یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنایا۔" ایک روایت میں ہے کہ "یہود ونصاریٰ پر اللہ کی مار کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنایا۔"

صحیح بخاری ۱/ ۶۲ مؤطا امام مالک ص ۳۶۰

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔"

موطاامام مالک ص ۶۵

رسول اللہ ﷺ نے قصاص دیا:

پھر آپ ﷺ نے اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کیا اور فرمایا:

حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں، آپ کی ذات سراپا رحمت ہے، آپ کی ذات سے کسی کو تکلیف پہنچے اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، آپ مؤمنوں پر رحم و کرم فرمانے والے ہیں لیکن اُمّت کی تربیت اور حقوق العباد کی اہمیت اُجاگر فرمانے کے لیے آپ نے وفات سے چند روز قبل اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش فرمایا۔ حضور کی وفات سے 18 دن قبل کا ایمان افروز واقعہ ہے، حضرتِ عبد اللہ بن عباس اور حضرتِ جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سورۂ نصر نازل ہوئی تو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل میری وفات کی خبر دی جاچکی ہے۔ حضرتِ جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آپ کا آنے والا وقت پہلے سے بہتر ہے اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام کے حکم سے حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مسجدِ نبوی میں حاضر ہونے کا کہا،

حضور نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر ایسا درد بھرا خطبہ دیا جس سے دل کانپ اُٹھے اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ اس خطبہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانو! میری طرف سے اگر کسی پر کوئی زیادتی ہو گئی ہو تو قیامت میں بدلہ لینے کے بجائے مجھ سے یہیں بدلہ لے لے۔ سرکار یہی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ عکاشہ نامی ایک ضعیف العمر شخص کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر آپ بار بار ارشاد نہ فرماتے تو کبھی کھڑا نہ ہوتا، میں ایک غزوہ میں آپ کے ساتھ تھا، حضور اونٹنی پر سوار تھے موقع غنیمت جانتے ہوئے آقا کی قدم بوسی کے لیے میں آپ کے بہت زیادہ قریب ہو گیا تو اسی اثنا میں آپ کی چھڑی میرے پہلو پر لگی۔ حضور نے فرمایا: اے بلال! فاطمہ کے گھر سے وہی پتلی چَھڑی لاؤ۔ حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ پریشانی اور اضطراب کے عالم میں سیدۂ کائنات فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے کاشانۂ اقدس پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد چَھڑی مانگی۔ خاتونِ جنت نے فرمایا: بلال نہ ہی آج یومِ عرفہ ہے اور نہ ہی کوئی غزوہ پھر بابا جان چھڑی کا کیا کریں گے؟ حضرتِ بلال نے عرض کی: بے شک حضور نے دین پہنچا دیا ہے، دنیا کو چھوڑ رہے ہیں، اور آج اپنی طرف سے بدلہ

دے رہے ہیں۔ سیدۂ کائنات نے فرمایا: اے بلال! آخر ایسا کون ہے جس نے اللہ کے رسول سے بدلہ لینا گوارا کر لیا؟

حضرتِ بلال چھڑی لے کر مسجد پہنچے، حضور نے چھڑی لے کر عکاشہ کے حوالے کر دی، یہ دیکھ کر صدیق اکبر، فاروق اعظم، علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم نے عکاشہ سے کہا کہ تم حضور کے بجائے ہم سے بدلہ لے لو لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو منع فرمادیا۔ پھر فرمایا: اے عکاشہ! اگر تم مارنا چاہتے ہو تو مارو۔

حضرتِ عکاشہ نے عرض کی: جس وقت آپ نے مجھے مارا تھا اس وقت میرے پیٹ پر کپڑا نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا ہٹا دیا، یہ دیکھ کر مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں اور کہنے لگے: ارے عکاشہ کو دیکھتے ہو یہ اللہ کے نبی کے مبارک پیٹ پر مارے گا؟ جب حضرتِ عکاشہ نے نور والے آقا کے مبارک پیٹ کی سفیدی کو دیکھا گویا مصری کی ڈلی ہو، فوراً حضور سے چمٹ گئے اور بطن مبارک کا بوسہ لیتے ہوئے عرض گزار ہوئے: میرے ماں باپ آپ پر قربان! بھلا کون ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ لینے کا سوچ سکے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: چاہو تو بدلہ لے لو اور

چاہو تو معاف کر دو۔ حضرتِ عکاشہ نے عرض کی: میں نے آپ کو معاف کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ اللہ پاک قیامت میں مجھے معاف فرمائے گا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: جو شخص میرے جنتی رفیق کو دیکھنا چاہے وہ اس بوڑھے کو دیکھ لے۔ پس لوگ دیوانہ وار حضرتِ عکاشہ رضی اللہ عنہ کے چہرے اور آنکھوں پر بوسہ دینے لگے اور ان کی قسمت پر رشک کرتے ہوئے کہنے لگے: اے عکاشہ! تمہیں مبارک ہو! تم نے بلند درجات اور سرورِ دوعالم کی ہم نشینی کا شرف پالیا۔ (معجم کبیر، 3/59، حدیث: 2676 ملخصا)

قرض کی ادائیگی

ایک شخص نے کہا: آپ کے ذمہ میرے تین درہم باقی ہیں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: انہیں ادا کر دو۔

وصیتیں

اس کے بعد انصار (صحابہ) کے بارے میں وصیت فرمائی۔ فرمایا: "میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے قلب و جگر ہیں۔ انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔ مگر ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں۔ لہٰذا ان کے نیکوکار سے قبول کرنا۔ اور ان کے

خطاکار سے درگذر کرنا۔" ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ کھانے میں نمک کی طرح ہو جائیں گے۔ لہٰذا تمہارا جو آدمی کسی نفع اور نقصان پہنچانے والے کام کا والی (ذمہ دار) ہو تو وہ ان کے نیکو کاروں سے قبول کرے اور ان کے خطاکاروں سے درگذر کرے۔"

صحیح بخاری ۱/۵۳۶

آپ نے رخصتی کو خود اختیار فرمایا:

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا کہ وہ یا تو دنیا کی چمک دمک اور زیب و زینت میں سے جو کچھ چاہے اللہ اسے دے دے، یا (وہ) اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کرلے تو اس بندے نے اللہ کے پاس والی چیز کو اختیار کرلیا۔"

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ بات سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: ہم اپنے ماں باپ سمیت آپ پر قربان۔ اس پر ہمیں تعجب ہوا۔ لوگوں نے کہا: اس بوڑھے کو دیکھو! رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کے بارے میں یہ بتارہے ہیں کہ اللہ نے اسے اختیار دیا کہ دنیا

کی چمک دمک اور زیب وزینت میں سے جو چاہے اللہ اسے دے دے یا وہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کرلے۔ اور یہ بوڑھا کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ پر قربان۔ (لیکن چند دن بعد واضح ہوا کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب علم تھے (کہ اُسی وقت یہ سمجھ گئے تھے رسول اللہ ﷺ خود اپنی ہی بات کر رہے ہیں)۔

متفق علیہ: مشکوٰۃ ۲/ ۵۴۶، ۵۵۴

صدیق اکبر پر کرم

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر اپنی رفاقت اور مال میں سب سے زیادہ صاحبِ احسان ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن (ان کے ساتھ) اسلام کی اخوت ومحبت (کا تعلق) ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ چھوڑا جائے بلکہ اسے لازماً بند کردیا جائے، سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔

صحیح بخاری ۱/ ۵۱۶

چار دن پہلے:

وفات سے چار دن پہلے جمعرات کو جب کہ آپ ﷺ سخت تکلیف سے دوچار تھے فرمایا: لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اس وقت گھر میں کئی آدمی تھے۔ جن میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے۔ بس اللہ کی یہ کتاب تمہارے لیے کافی ہے۔ اس پر گھر کے اندر موجود لوگوں میں اختلاف پڑ گیا اور وہ جھگڑ پڑے۔ کوئی کہہ رہا تھا: لاؤ رسول اللہ ﷺ لکھ دیں۔ اور کوئی وہی کہہ رہا تھا جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ اس طرح لوگوں نے جب زیادہ شور و شغب اور اختلاف کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

متفق علیہ: صحیح بخاری ۱/۲۲، ۴۲۹، ۲، ۴۴۹/ ۶۳۸

تین باتوں کی وصیت

پھر اسی روز آپ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ایک اس بات کی وصیت کی کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال

دینا۔ دوسرے اس بات کی وصیت کی کہ وفود کی اسی طرح نوازش کرنا جس طرح آپ ﷺ کیا کرتے تھے۔ البتہ تیسری بات کو راوی بھول گیا۔ غالباً یہ کتاب و سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی وصیت تھی یا لشکرِ اسامہ کو نافذ کرنے کی وصیت تھی۔ یا آپ ﷺ کا یہ ارشاد تھا کہ "نماز اور تمہارے زیرِ دست" یعنی غلاموں اور لونڈیوں کا خیال رکھنا۔

رسول اللہ ﷺ مرض کی شدت کے باوجود اس دن تک، یعنی وفات سے چار دن پہلے (جمعرات) تک تمام نمازیں خود ہی پڑھایا کرتے تھے۔ اس روز بھی مغرب کی نماز آپ ﷺ ہی نے پڑھائی۔ اور اس میں "سورۂ والمرسلات عُرفا" پڑھی۔

صحیح بخاری عن ام الفضل، باب مرض النبی ﷺ ۲/۶۳۷

صدیق اکبر کی امامت

لیکن عشاء کے وقت مرض کا ثقل اتنا بڑھ گیا کہ مسجد میں جانے کی طاقت نہ رہی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا: نہیں، یا رسول اللہ ﷺ! اور وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے

لیے لگن میں پانی رکھو۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ آپ ﷺ نے غسل فرمایا۔ اور اس کے بعد اٹھنا چاہا لیکن آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا: نہیں، یا رسول اللہ ﷺ! اور وہ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ اور پھر سہ بارہ وہی بات پیش آئی جو پہلی بار پیش آچکی تھی کہ آپ ﷺ نے غسل فرمایا، پھر اٹھنا چاہا تو آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔ بالآخر آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہلوا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان ایام میں نماز پڑھائی۔

متفق علیہ، مشکوٰۃ ۱/ ۱۰۲

نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان کی پڑھائی ہوئی نمازوں کی تعداد سترہ ہے۔ جمعرات کی عشاء، دوشنبہ کی فجر اور بیچ کے تین دنوں کی پندرہ نمازیں۔

بخاری مع فتح الباری ۲/ ۱۹۳، حدیث نمبر ۶۸۱، مسلم: کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۱۵ حدیث نمبر ۱۰۰، مسند احمد ۶/ ۲۲۹

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے تین یا چار بار مراجعہ فرمایا کہ امامت کا کام سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بجائے کسی اور کو سونپ

دیں۔ ان کا منشاء یہ تھا کہ لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدشگون نہ ہوں۔

اس کے لیے دیکھئے: بخاری مع فتح الباری ۷/۷۵۷ حدیث نمبر ۴۴۴۵ مسلم کتاب الصلاۃ ۱/۳۱ حدیث نمبر ۹۳، ۹۴

لیکن نبی ﷺ نے ہر بار انکار فرمادیا۔ اور فرمایا: تم سب یوسف والیاں ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو (میری طرف سے) حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

صحیح بخاری ۱/۹۹

تین دن پہلے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے تین دن پہلے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے: "یاد رکھو تم میں سے کسی کو موت نہیں آنی چاہیے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔"

طبقات ابن سعد ۲/۲۵۵، مسند ابی داود طیالسی ص ۲۴۶ حدیث نمبر ۱۷۷۹، مسند ابی یعلی ۴/۱۹۳ حدیث نمبر ۲۲۹۰

ایک دن یا دو دن پہلے:

ہفتے یا اتوار کو نبی ﷺ نے اپنی طبیعت میں قدرے تخفیف محسوس کی، چنانچہ دو آدمیوں کے درمیان چل کر ظہر کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے۔ وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں۔ اور لانے والوں سے فرمایا کہ مجھے ان کے بازو میں بٹھا دو۔ چنانچہ آپ ﷺ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دائیں بٹھا دیا گیا۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکبیر سنا رہے تھے۔

صحیح بخاری ۱/۹۸، ۹۹ مع فتح الباری ۲/۱۹۵، ۲۳۸، ۲۳۹، حدیث نمبر ۶۸۳، ۷۱۳، ۷۱۲

ایک دن پہلے:

وفات سے ایک دن پہلے بروز اتوار نبی ﷺ نے اپنے تمام غلاموں کو آزاد فرما دیا۔ پاس میں چھ یا سات دینار تھے انہیں صدقہ کر دیا۔

طبقات ابن سعد ۲/۲۳۷

اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ فرمادیے۔ رات میں چراغ جلانے کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا نے چراغ پڑوسی کے پاس بھیجا کہ اس میں اپنی کپی سے ذرا سا گھی ٹپکا دیں۔

طبقات ابن سعد ۲/۲۳۹

آپ ﷺ کی زِرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع (کوئی ۷۵ کلو) جَو کے عوض رہن (گروی) رکھی ہوئی تھی۔

دیکھئے: صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۰۶۸، ۲۰۹۶، ۲۲۰۰، ۲۲۵۱، ۲۳۸۶، ۲۲۵۲، ۲۵۱۳، ۲۵۰۹، ۲۹۱۶، ۴۱۶۷،

حیاتِ مبارکہ کا آخری دن:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دوشنبہ کے روز مسلمان نماز فجر میں مصروف تھے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ امامت فرمارہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کے حجرے کا پردہ ہٹایا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جو صفیں باندھے نماز میں مصروف تھے نظر ڈالی، پھر تبسم فرمایا۔ ادھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑی کے بل پیچھے ہٹے کہ صف میں جاملیں۔ انہوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے

تشریف لانا چاہتے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کے اس اچانک ظہور سے) مسلمان اس قدر خوش ہوئے کہ چاہتے تھے کہ نماز کے اندر ہی فتنے میں پڑ جائیں۔ (یعنی آپ ﷺ کی مزاج پرسی کے لیے نماز توڑ دیں) لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لو، پھر حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ گرا لیا۔

بخاری ، باب مرض النبی ﷺ ۲/۶۴۰ مع فتح الباری
۲/۱۹۳ حدیث نمبر ۶۸۰، ۷۵۴، ۶۸۱، ۴۴۴۸، ۱۲۰۵

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔ دن چڑھے چاشت کے وقت آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے کچھ سرگوشی کی، وہ رونے لگیں تو آپ ﷺ نے انہیں پھر بلایا اور کچھ سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ بعد میں ہمارے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ (پہلی بار) نبی ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے بتایا کہ آپ ﷺ اسی مرض میں وفات پا جائیں گے۔ اس لیے میں روئی۔

پھر آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کے اہل و عیال میں سب سے پہلے میں آپ ﷺ کے پیچھے جاؤں گی۔ اس پر میں ہنسی۔

بخاری ۲/ ۶۳۸

نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بشارت بھی دی کہ آپ ساری خواتینِ عالم کی سَیدہ (سردار) ہیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ جس شدید کرب سے دوچار تھے اسے دیکھ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بے ساختہ پکار اٹھیں۔

واکرب آباہ۔ "ہائے ابّا جان کی تکلیف۔" آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ابّا پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں۔

صحیح بخاری ۲/ ۶۴۱

آپ ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر چُوما اور ان کے بارے میں خیر کی وصیت فرمائی۔ ازاوجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اجمعین کو بلایا اور انہیں وعظ و نصیحت کی۔

ادھر لمحہ بہ لمحہ تکلیف بڑھتی جارہی تھی اور اس زہر کا اثر بھی ظاہر ہونا

شروع ہوگیا تھا جسے آپ ﷺ کو خیبر میں کھلایا گیا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے: اے عائشہ! خیبر میں جو کھانا میں نے کھالیا تھا اس کی تکلیف برابر محسوس کررہا ہوں۔ اس وقت مجھے محسوس ہورہاہے کہ اس زہر کے اثر سے میری رگِ جاں کٹی جارہی ہے۔

صحیح بخاری ۲/۶۳۷

ادھر چہرے پر آپ ﷺ نے ایک چادر ڈال رکھی تھی۔ جب سانس پھولنے لگتا تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے۔ اسی حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا: (اور یہ آپ ﷺ کا آخری کلام اور لوگوں کے لیے آپ ﷺ کی آخری وصیت تھی) کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنایا... ان کے اس کام سے آپ ﷺ ڈرارہے تھے... سرزمین عرب پر دو دین باقی نہ چھوڑے جائیں۔

صحیح بخاری مع فتح الباری ۱/۶۳۴ حدیث نمبر ۴۳۵، ۱۳۳۰، ۱۳۹۰، ۳۴۵۳، ۴۴۴۱، ۳۴۵۴، ۴۴۴۳، ۴۴۴۴، ۵۸۱۵، ۵۸۱۶، طبقات ابن سعد ۲/۲۵۴

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وصیت فرمائی۔

فرمایا: ((الصلاۃ الصلاۃ وما ملکت أیمانکم")) نماز، نماز، اور تمہارے زیرِ دست "(یعنی لونڈی، غلام) آپ ﷺ نے یہ الفاظ کئی بار دہرائے۔

صحیح بخاری ۲/ ۶۳۷

نزع رواں:

پھر نزع کی حالت شروع ہوگئی۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنے اُوپر سہارا دے کر ٹیک لیا۔ ان کا بیان ہے کہ اللہ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں، میری باری کے دن میرے لَبّے اور سینے کے درمیان وفات پائی۔ اور آپ ﷺ کی موت کے وقت اللہ نے میرا لعاب اور آپ ﷺ کا لعاب اکٹھا کر دیا۔ (سیدہ فرماتی ہیں کہ) ہوا یہ کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اور میں رسول اللہ ﷺ کو ٹیکے ہوئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک چاہتے ہیں۔ میں نے کہا: آپ ﷺ کے لیے لے لوں

؟ آپ ﷺ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں ! میں نے مسواک لے کر آپ ﷺ کو دی تو آپ کو کڑی (سخت) محسوس ہوئی۔ میں نے کہا: اسے آپ ﷺ کے لیے نرم کر دوں ؟ آپ ﷺ نے سر کے اشارے سے کہا ہاں ! میں نے مسواک نرم کر دی ، اور آپ ﷺ نے نہایت اچھی طرح مسواک کی۔ آپ ﷺ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا۔ آپ ﷺ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر چہرہ پونچھتے جاتے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے۔ لا إلہ إلا اللہ ،اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔موت کے لیے سختیاں ہیں۔

صحیح بخاری ۲/ ٦۴۰

مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپ ﷺ نے ہاتھ یا انگلی اٹھائی ، نگاہ چھت کی طرف بلند کی۔ اور دونو ں ہونٹوں پر کچھ حرکت ہوئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا تو آپ ﷺ فرمارہے تھے :"ان انبیاء، صدیقین ، شہداء اور صالحین کے ہمراہ جنہیں تو نے انعام سے نوازا۔ اے اللہ! مجھے بخش دے،۔ مجھ پر رحم کر،اور مجھے رفیقِ اعلیٰ میں پہنچا دے۔ اے اللہ! رفیق اعلیٰ۔"

صحیح بخاری باب مرض النبی ﷺ وباب آخرما تکلم النبی ﷺ
۲/۶۳۸تا۶۴۱

آخری فقرہ تین بار دہرایا ، اور اسی وقت ہاتھ جھک گیا۔ اور آپ ﷺ رفیقِ اعلیٰ سے جالاحق ہوئے۔ **اِنا للّٰہ واِنا اِلیہ راجعون۔**
اس وقت نبی ﷺ کی عمر تریسٹھ سال چار دن ہو چکی تھی۔

غم ہائے بیکراں:

اس حادثۂ دلفگار (دل چیر دینے والے حادثہ) کی خبر فوراً پھیل گئی، اہلِ مدینہ پر کوہِ غم (غم کا پہاڑ) ٹوٹ پڑا۔ آفاق واطراف تاریک ہوگئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اس سے بہتر اور تابناک (روشن، چمکدار) دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور جس دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اس سے زیادہ قبیح اور تاریک دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔
دارمی، مشکوٰۃ ۲/۵۴۷

آپ ﷺ کی وفات پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرطِ غم سے فرمایا:

((یا أبتاه ، أجاب رباً دعاه ، یا أبتاه، من جنة الفردوس مأواه، یا أبتاه، إلی جبریل ننعاه -))

"ہائے ابا جان! جنہوں نے پروردگار کی پکار پر لبیک کہا۔ ہائے ابا جان! جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ ہائے ابا جان! ہم جبریل علیہ السلام کو آپ ﷺ کی موت کی خبر دیتے ہیں۔"

صحیح بخاری باب مرض النبی ﷺ ۲/ ٦٤١

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت:

وفات کی خبر سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہوش جاتے رہے۔ انہوں نے (شدتِ غم میں) کھڑے ہو کر کہنا شروع کیا: کچھ منافقین سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی، بلکہ آپ ﷺ اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ جس طرح موسیٰ بن عمران علیہ السلام تشریف لے گئے تھے۔ اور اپنی قوم سے چالیس رات غائب رہ کر ان کے پاس پھر واپس آ گئے تھے۔ حالانکہ واپسی سے پہلے کہا جارہا تھا کہ وہ انتقال کر چکے ہیں۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ بھی ضرور پلٹ کر آئیں گے۔ اور ان لوگوں کے ہاتھ

پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی موت واقعہ ہو چکی ہے۔ (یعنی شدتِ غم میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس حقیقت کو قبول نہیں کر پارہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اب ہم میں موجود نہیں رہے بلکہ وفات پا چکے ہیں اور اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے ہیں)۔

ابن ہشام ۲/ ۶۵۵

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کیفیت:

ادھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سنح میں واقع اپنے مکان سے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ اور اُتر کر مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ پھر لوگوں سے کوئی بات کیے بغیر سیدھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، اور رسول اللہ ﷺ کا قصد فرمایا، آپ ﷺ کا جسدِ مُبارک دھار دار یمنی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (پیارے نبی ﷺ کے) رُخ انور (روشن چہرہ) سے چادر ہٹائی۔ اور اسے چوما اور روئے۔ پھر فرمایا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، اللہ آپ ﷺ پر دو موت جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ ﷺ پر لکھ دی گئی تھی وہ آپ ﷺ کو آچکی۔

اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ اس وقت بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بات کر رہے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: عمر! بیٹھ جاؤ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((أما بعد : من كان منكم يعبد محمداً ﷺ فإن محمداً قد مات ومن كان منكم يعبد الله فإن الله حي لا يموت قال الله: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّـهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّـهُ الشَّاكِرِينَ (٣: ١٤٤)

"اما بعد ! تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو (وہ جان لے) کہ محمد ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے۔ اور تم میں سے جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ کبھی نہیں مرے گا،

(پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی) اللہ کا ارشاد ہے۔ ''محمد (ﷺ) نہیں ہیں مگر رسول ہی۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں تو کیا اگر وہ (محمد ﷺ) فوت ہو جائیں یا ان کی موت واقع ہو جائے یا وہ قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جائے تو (یاد رکھے کہ) وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو اب تک فرطِ غم سے حیران و ششدر تھے انہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ خطاب سن کر یقین آ گیا کہ رسول اللہ ﷺ واقعی رحلت فرما چکے ہیں۔ چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ واللہ! (اللہ کی قسم) ایسا لگتا تھا گویا لوگوں نے (پہلے) جانا ہی نہ تھا کہ اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے۔ یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سارے لوگوں نے ان سے یہ آیت اخذ (حاصل) کی۔ اور اب جس کسی انسان کو میں سنتا تو وہ اسی کو تلاوت کر رہا ہوتا۔

سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ ! میں نے جوں ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا (تو اس سانحہ پر یقین ہوتے ہی، ہمت جواب دے گئی) خاک آلود ہو کر (دھرا کا دھرا) رہ گیا۔ (یا میری پیٹھ ٹوٹ کر رہ گئی) حتیٰ کہ میرے پاؤں مجھے اٹھا ہی نہیں رہے تھے اور حتیٰ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سن کر (شدتِ غم سے) میں زمین کی طرف لڑھک گیا۔ کیونکہ میں جان گیا کہ واقعی نبی ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے۔

صحیح بخاری ۲/ ۶۴۰، ۶۴۱

تجہیز و تکفین اور تدفین:

ادھر نبی ﷺ کی تجہیز و تکفین سے پہلے ہی آپ ﷺ کی جانشینی کے معاملے میں اختلاف پڑ گیا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین وانصار کے درمیان بحث و مناقشہ ہوا، حجت و گفتگو ہوئی۔ سوال و جواب ہوا۔ اور بالآخر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق ہو گیا۔ اس کام میں دوشنبہ (پیر) کا باقی ماندہ دن گذر گیا۔ اور رات آگئی۔ لوگ نبی ﷺ کی تجہیز

و تکفین کے بجائے اس دوسرے کام (کو سنبھالنے) میں مشغول رہے۔ پھر رات گذر گئی۔ اور منگل کی صبح ہوئی۔ اس وقت تک آپ ﷺ کا جسد مبارک ایک دھار دار یمنی چادر سے ڈھکا بستر ہی پر (آرام فرما) رہا۔ گھر کے لوگوں نے باہر سے دروازہ بند کر دیا تھا۔

منگل کے روز آپ ﷺ کو کپڑے اتارے بغیر (آپ ﷺ کے لباس ہی میں) غسل دیا گیا۔ غسل دینے والے حضرات یہ تھے۔ سیدنا عباس (رسول اللہ ﷺ کے چچا)، سیدنا علی (رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی)، سیدنا عباس کے دو صاحبزادگان فضل اور قثم، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران، سیدنا اسامہ بن زید اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ سیدنا عباس، فضل اور قثم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ سیدنا اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے۔ اور سیدنا اوس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے ٹیک رکھا تھا۔

دیکھئے: ابن ماجہ ۱/ ۵۲۱

(اس کے علاوہ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جو آپ ﷺ کے پھوپھی زاد تھے وہ بھی آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں شامل رہے)۔

آپ ﷺ کو پانی اور بیر کی پتی سے تین غسل دیا گیا۔ اور قباء میں واقع سعد بن خیثمہ کے غرس نامی کنویں سے غسل دیا گیا۔ آپ ﷺ اس کا پانی پیا کرتے تھے۔

تفصیل طبقات ابن سعد ۲ / ۲۸۱، ۲۷۷ میں ملاحظہ ہو۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو تین سفید یمنی چادروں میں کفنایا گیا۔ ان میں کرتا اور پگڑی (شامل) نہ تھی۔

صحیح بخاری ۱ / ۱۶۹ جنائز باب الثیاب البیض للکفن، فتح الباری ۳ / ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۲ حدیث نمبر ۱۲۶۴، ۱۲۷۳، ۱۲۷۲، ۱۲۷۱، ۱۲۷۳، ۱۳۸۷، صحیح مسلم: جنائز، باب کفن المیت ۱ / ۳۰۶ حدیث نمبر ۴۵

بس آپ ﷺ کو چادروں ہی میں لپیٹ (کر کفن) دیا گیا تھا۔

آپ ﷺ کی آخری آرام گاہ کے بارے میں بھی صحابہ کرام کی آرائیں مختلف تھیں، لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی نبی بھی نہیں اٹھایا گیا مگر اس کی تدفین وہیں ہوئی جہاں اٹھایا گیا (یعنی جہاں وہ فوت ہوا)۔ اس فیصلے کے

بعد سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا جس پر آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی۔ اور اسی کے نیچے قبر کھودی۔ قبر لحد والی (بغلی) کھودی گئی تھی۔

اس کے بعد باری باری دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حجرہ شریف میں داخل ہو کر نماز جنازہ پڑھی۔ کوئی امام نہ تھا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کے خانوادہ (بنو ہاشم) نے نماز جنازہ پڑھی۔ پھر مہاجرین نے، پھر انصار نے، پھر مردوں کے بعد عورتوں نے، اور ان کے بعد بچوں نے۔

دیکھئے: مؤطا امام مالک، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی دفن المیت ۱/ ۲۳۱ طبقات ابن سعد ۲/ ۲۸۸–۲۹۲

نماز جنازہ پڑھنے میں منگل کا پورا دن گذر گیا، اور چہار شنبہ (بدھ) کی رات آگئی۔ رات میں آپ ﷺ کے جسدِ پاک کو سپردِ خاک کیا گیا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تدفین کا علم نہ ہوا، یہاں تک کہ ہم نے بدھ کی رات کے درمیانی اوقات میں (اور ایک روایت کے مطابق، آخر رات میں) پھاوڑوں کی آواز سنی۔

مسند احمد ۶/ ۶۲، ۲۷۴۔ واقعہ وفات کی تفصیل کے لیے دیکھئے صحیح بخاری باب مرض النبی ﷺ اور اس کے بعد کے چند ابواب مع فتح الباری، نیز صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، باب وفاۃ النبی ﷺ، ابن ہشام ۲/ ۶۴۹ تا ۶۶۵۔ تلقیح فہوم اہل الاثر ص ۳۸، ۳۹۔ رحمۃ للعالمین ۱/ ۲۷۷ تا ۲۸۶

اللہ کریم ہمیں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت میں جینا مرنا نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تلاوت عشق رسول میں ڈوب کر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

راشد علی عطاری مدنی

ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹرنیشنل

(برانچز: پاکستان، انگلینڈ، ہندوستان)

https://wa.me/923208324094

کتاب کے ساتھ ملنے والے 50 تحقیقی کورسز کی فہرست

(1). مصنف و محقق بننے والوں کے لیے سیکھنے کی 56 اہم باتیں

(2). اصناف و اسالیب تحریر کورس

(3). لکھنے سے پہلے سیکھنے والے 20 اہم کام

(4). مضمون نویسی و تخریج کورس

(5). مائیکروسافٹ ورڈ کورس (کمپوزنگ سے پرنٹنگ تک تمام مراحل)

(6). المکتبۃ الشاملۃ (کمپیوٹر اینڈ موبائل، مکمل انسٹالیشن و استعمال)

(7). "المکتبۃ الشاملۃ سے تحریر و تصنیف کے آئیڈیاز"

(8). "تحریر و تصنیف کی منصوبہ بندی"

(9). فن تخریج حدیث (حدیث تلاش کرنے کے 12 پروفیشنل طریقے)

(10). تحریر و تصنیف میں معاون ٹیکنالوجی کورس

(11). سیرت نگاری کے میدانات ورجحانات اور سیرت کے 600 عنوانات مع خاکہ

(12). اربعین نویسی کورس (150 سے زائد اربعینات مرتب کرنے کا آسان طریقہ)

(13). کتابوں، پی ڈی ایف، مخطوطہ جات اور یونیکوڈ کی تلاش

(14). فن حاشیہ نگاری و تحقیق و تخریج کورس (ایک کتاب کی تخریج کا پریکٹیکل)
(15). مقالہ نگاری کورس (انتخابِ عنوان سے تکمیل مقالہ تک کی تفصیلی تربیت)
(16). تیس روزہ فہم و تدبر قرآن پریکٹیکل کورس
(17). فہم و تدبر حدیث کورس
(18). فنّ اشاریہ سازی کورس مع اشاریہ بنانے کی تفصیلی تربیت
(19). تحقیق و تصنیف میں معاون ضروری انسٹالیشن
(20). اہل مدارس کی مستقبل کی پلاننگ
(21). درسِ قرآن کیسے اور کہاں سے دیں؟ 13 طریقے مع مواد
(22). فنّ تخلیق موضوع
(23). مضمون / کتاب کیسے لکھیں؟
(24). فنّ کتابیات
(25). مختلف علوم وفنون میں کتابیں لکھنے کے منصوبے
(26). علمی و تکنیکی نشست
(27). مقالات و مضامین کی خاکہ سازی (ابواب و فصول بنانا)
(28). مصادرِ علومِ اسلامیہ

(29). علومِ اسلامیہ میں مضمون نگاری

(30). ”مطالعہ“ کے مفید طریقے اور اہداف مع تحقیقی منصوبے

(31). بلاگنگ اینڈ آرٹیکل رائٹنگ کورس

(32). موبائل میں تحقیق و تصنیف کیسے کریں؟

(33). موسوعات وانسائیکلوپیڈیاز، تعارف اور بنانے کے طریقے

(34). تحریری کاموں پر فری مشاورتی نشست

(35). رائٹنگ پلاننگ کورس

(36). مادر علمی سے رخصتی اور ہمارے اہداف

(37). فن اختصار سازی اور اس کے 25 اہم منصوبے مع پریکٹیکل ٹریننگ

(38). مادر علمی سے رخصتی اور ہمارے اہداف

(39). درسِ سیرت کیسے دیں؟ مع سیرت نگاری وقت کی اہم ضرورت

(40). فقہ حنفی تعارف و دفاعِ امامِ اعظم (موسوعات، کتابیات اور اہم منصوبے)

(41). مبادیاتِ سیرت مع سیرت نگاری کا آغاز وارتقاء

(42). ”مصادر سیرت کورس“

(43). ”فن تخلیق عنوانات سیرت کورس“

(44). ”عقیدہ ختم نبوت اور تحقیقی منصوبے“

(45). ”مطالعہ سیرت کے لیے معاون کتب“

(46). ”کتابیات سیرت کورس“

(47). ”مقاصد تصانیف مع 1521 مجوزہ عنواناتِ سیرت“

(48). ”کتب و مقالاتِ سیرت کا حصول“

(49). ”تحقیق و تصنیف کیسے سیکھیں؟“

(50). ”مناہج تحقیق کی آسان تفہیم“